www.Paksociety.com

ناولٹ

فوزیہ احسان رانا

لمحوں نے خطا کی تھی

رحمٰن چیک لکھ لکھ کر دیتا جا رہا تھا۔ وہ اپنی پسند کی رقم لکھتی جا رہی تھی۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں رقم اریز اپنی مرضی سے لکھتا تھا۔ فروا اور اریز ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہو چکے تھے۔ بغیر نکاح کے ایک دوسرے کے ہو گئے تھے۔ فروا کو کبھی کبھی.....

چھٹی کڑی

اُس دوشیزہ کی کتھا، جس کی ایک لمحے کی خطا نے اُس کی ساری زندگی کو مجسم خطا بنا ڈالا تھا

نایاب لودھی کو کالج سے نکال دیا گیا تھا کیونکہ اُس نے کالج میں بنائے گئے قوانین کی خلاف ورزی کی تھی اور بجائے شرمندہ ہو کر اپنے اساتذہ کی بات ماننے کے، اوپر سے بدتمیزی کی، کالج میں ہنگامہ کیا۔

اگلے دن وہ دیدہ دلیری سے پھر چلا آیا مگر اسے کلاس میں گھسنے نہیں دیا گیا تو وہ ہاتھا پائی پر اُتر آیا۔ وہ زبردستی کلاس میں بیٹھنا چاہ رہا تھا، کوئی حد تھی ڈھٹائی کی بھلا۔ کوئی لحاظ و مروت نہیں۔ کوئی احترام نہیں، منہ پھاڑے جو دل میں آتا، کہے جا رہا تھا۔ اُس کے گھر پرنسپل نے فون کیا تھا اور پھر نایاب کی ماں کالج آئی تھی اور آتے ہی گلا پھاڑ پھاڑ کر جو اُس نے بددعائیں اور کوسنے دینے شروع کیے سب ٹیچرز حیرت سے اُس آدھی تیتر آدھی بٹیر عورت کو دیکھنے لگے۔ جسے تمیز و تہذیب چھو کر بھی نہیں گزرے تھے۔

موٹی بھدی عورت دوپٹے سے بے نیاز تنگ کپڑوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ ماڈرن بننے کی کوشش میں وہ کیسی مضحکہ خیز چیز بن گئی تھی، وہ یقیناً قطعی بے خبر تھی..... یا اُسے پروا نہیں تھی۔

وہ جاہل عورتوں کی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی امارت کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ اُن کے کتنے مربعے زمین ہے اور یہ کہ اُن لوگوں کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ نایاب کو کالج سے نکالنے کی صورت میں پرنسپل اور کالج کے متعلقہ عملے کے ساتھ کیا کیا کروایا جا سکتا ہے۔

'جیسی کو کو..... ویسے بچے.....' سب کو سمجھ آ چکی تھی۔ نایاب شتر بے مہار تھا اور کیوں تھا اب اُس کی 'ماڈرن' مما کو دیکھ کر اساتذہ ہی نہیں گرلز و بوائز بھی اچھی طرح جان چکے تھے۔ سب لڑکیاں ہونٹوں پر ہاتھ جمائے جھینپی جھینپی ہنسی ہنس رہی تھیں اور عروہ کی ہنسی تو رُک ہی نہیں رہی تھی۔

نایاب کی مما کی حرکتیں ایسی تھیں کہ عروہ کے اندر سے قہقہوں کے فوارے پھوٹ رہے تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

مگر ضویا کے ٹہوکے اور مسلسل گھوریاں عروہ کو خود پر ضبط رکھنے پر مجبور کر رہے تھے۔

جیسے ہی نایاب اور اُس کی ماں کی گاڑی کالج گیٹ سے باہر نکلی تو سب نے جیسے جھرجھری سی لی۔ سارے مجمع پر سناٹا سا چھایا رہا تھا۔ اب سارا ہجوم منتشر ہوگیا، اساتذہ کے وہاں سے ہٹتے ہی سب بولنے لگے۔ کوئی کچھ کہہ رہا تھا کوئی کچھ۔ عروہ بس دل کھول کر ہنسے جا رہی تھی۔ ہنستے ہوئے سر آگے کی جانب جھکائے بے حال ہو رہی تھی۔

''بس کرو یار، کیا ہوگیا ہے، پاگل ہوگیا۔'' ضویا نے خفگی سے عروہ کو دیکھا جس کی آنکھیں پانیوں سے لبریز ہو کر چھلک رہی تھیں۔ وہ تاحال ہنسے جا رہی تھی۔

''وہ نایاب کی مما..... اُووف ..... اپنے آپ کو دنیا کی امیر ترین ہستی سمجھ رہی تھی۔ اُن کو ہم سب، ہمارے اساتذہ اپنے سامنے کیڑے مکوڑے لگ رہے تھے۔''

''اور لگ کیسی رہی تھیں، مما تو لگ ہی نہیں رہی تھیں۔ ضویا بولی۔

''مطلب! مما نہیں لگ رہی تھیں۔'' عروہ نے سوالیہ نگاہیں ضویا پر جما دیں۔

''کرائے پر خریدی ہوئی نقلی مما لگ رہی تھیں، جیسے فلموں میں ہیرو کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ایک عدد ممارینٹ پر لے لیتا ہے، جو اپنا کردار نبھا کر چلی جاتی ہے۔''

''ویری فنی۔'' عروہ نے ہاتھوں کی پشت سے اپنی گیلی آنکھیں رگڑیں۔

''اور کیا ماں تو سادہ سی اچھی لگتی ہیں، اپنے بچوں کو غلط کاموں پر سرزنش کرنے والی روکنے والی، نہ کہ نایاب کی مما کی طرح بڑھ چڑھ کر حمایت کرنے والی، ایسی مائیں قابلِ نفرت ہوتی ہیں جو بچوں کی اصلاح کی بجائے اُن کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔'' ضویا کو حقیقتاً دکھ ہوا تھا اور ایسی ماں کو دیکھنا بھی اُس کی زندگی کا پہلا اتفاق تھا۔

''ویسے ضویا ایک بات ہے، نایاب کی مما اِس وقت بہت خوش ہوں گی، اور اپنی خوشی کا اظہار بہت ہی زعم بھرے انداز میں اپنے افرادِ خانہ کے سامنے کر رہی ہوں گی، مثلاً وہ کہہ رہی ہوں گی ارے میں نے بھی کالج والوں کو ایسی بے نقط سنائی ایسی..... ایسی کہ مانو سب کو سانپ ہی سونگھ گیا۔ بولتی بند ہوگئی۔ پورے کالج پر سناٹا چھا گیا۔ کسی کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ کوئی چوں چرا کر سکے۔'' عروہ نے چہرے کے زاویے بگاڑ بگاڑ کر اُس عورت کی نقالی کرنے کی کوشش کی، ضویا بے ساختہ ہنسی عروہ کی اس حرکت پر۔

''ہاں خوش فہمی میں مبتلا ہوں گی وہ محترمہ کہ اُن کے رعب حسن سے مرعوب ہو کر سب گونگے کا گڑ کھا کر کھڑے اُن کا منہ تکتے رہے اور اُن کی فصیح و بلیغ گفتگو سنتے رہے۔''

''اور وہ اپنی زمینوں کی مربعوں کی یوں بڑھکیں مار رہی تھیں جیسے کھڑے کھڑے سارے اساتذہ کو خرید کر اپنا غلام بنا سکتی ہیں، اُن کو ایک بار بھی ندامت محسوس نہیں ہوئی۔ انہوں نے ایک بار بھی اپنے بیٹے کی غلطی نہیں مانی، ایسی ماؤں کا اپنی اولاد کو خراب کرنے میں بہت ہاتھ ہوتا ہے ناعاقبت اندیش عورت۔''

ایسی بات ضویا ہی کر سکتی تھی۔ عروہ کے بس کی بات کہاں ایسی گفتگو کرنا، اُس کے تو اپنے گھر میں بہت بدنظمی تھی۔ سب اپنی اپنی من پسند زندگی گزار رہے تھے۔ سب نے یہ موٹو اپنا رکھا تھا' جیسے چاہو جیو' اور گھر کی سرپرست ماں ہی جب حد درجہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لاپروا اور بے خبر ہو گھریلو ذمہ داریوں سے۔ تو اولاد کے تو پھر کیا کہنے۔

کالج کے اساتذہ عجیب تناؤ کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔ ایسی اول فول بکتی عورت کو وہ جواباً کیا کہتے جبکہ وہ کچھ سننے پر آمادہ بھی نہیں، اپنی اونچی آواز میں اپنا ہی راگ الاپ کر چلی گئیں، ہوا تو کچھ بھی نہیں، بات وہیں کی وہیں تھی نایاب کو کالج سے نکال دیا گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

لبنیٰ گھر آ گئی تھی۔ اُس کی طبیعت اب بہتر تھی مگر ایک چپ اُس کے ہونٹوں پر قفل کی مانند لگ چکی تھی۔ بستر پر لیٹی چھت کو تکتی رہتی، آنکھیں ہر ایک کو بے گانگی سے دیکھتیں، ایسا لگتا تھا جیسے لبنیٰ کی آنکھیں پہچان کے سارے رنگ کھو چکی ہوں بے تاثر، بے رنگ آنکھیں۔ فاخرہ لبنیٰ کا خیال رکھتی تھی، کبھی کبھی گھر کا چکر بھی لگا لیتی تھی۔

امن لبنیٰ کے سامنے نہیں جاتی تھی۔ ندامت اُس کے قدم جکڑ لیتی، احساسِ زیاں اُسے ہمہ وقت کچوکے لگاتا رہتا۔ زندگی ساکن جھیل کی مانند ہو گئی تھی، رُکی ہوئی ٹھہری ہوئی۔

امن کی ذہنی حالت ابتری کا شکار تھی۔ وہ نظریں جھکائے فرقان کے سامنے جاتی تھی۔ کوشش کے باوجود وہ نظریں اُٹھا نہیں پاتی تھی، نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی وہ۔

ڈاکٹر نے بغیر گھی کھانا دینے کی ہدایت کی تھی اس وقت دوپہر کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔ فاخرہ کھانا تیار کر چکی تھی۔ اب لبنیٰ کے لیے الگ سے بغیر گھی اور مرچ مرغی کا سالن بنا رہی تھی تبھی امن اُس کے پاس آن کھڑی ہوئی۔

''آنٹی میں مدد کراؤں۔'' اُس نے دھیرے سے کہا فاخرہ نے ایک نظر امن کو دیکھا۔

''نہیں بیٹا، سب کام ہو گیا، تم لبنیٰ کے پاس جا کر بیٹھا کرو۔''

''نہیں۔'' وہ قطعیت سے بولی چہرے پر ہراس پھیل گیا۔

''بیٹا، ایسا نہیں کہتے، لبنیٰ بیمار ہے خیال رکھو اُس کا، ماں ہے وہ۔''

''مجھے بہت شرم آتی ہے، میں اُن کا سامنا کس منہ سے کروں۔'' امن رو دی۔ چند ثانیے فاخرہ چپ کی چپ رہ گئی، کچھ بول ہی نہیں سکی۔

''ماں کا دل بہت نرم و گداز ہوتا ہے، اپنی ماں سے معافی مانگ لو، وہ تمہیں معاف کر دیں گی۔'' فاخرہ کا لہجہ بھرا کر رہ گیا اُس کی آواز میں بہت سے درد جھلک رہے تھے۔

''مما مجھے کبھی معاف نہیں کریں گی آنٹی، میرا دل کہتا ہے۔''

''مجھے بھی معاف نہیں کیا تھا، مجھے سزا دی تھی لمبی، طویل کبھی نہ ختم ہونے والی۔'' فاخرہ بڑبڑائی جیسے کوئی خود کلامی کرتا ہے مگر امن سن چکی تھی۔

''آنٹی آپ نے کیا کیا تھا؟'' امن نے ذرا تامل کیا اور جھجک کر پوچھا۔

''ہاں میرا جرم بھی محبت ہے اور جرم کی سزا تو کڑی ہی ملا کرتی ہے۔''

''کیا ہوا تھا ایسا.....'' امن اٹکی۔

''بتاؤں گی۔''

''آنٹی میں تو سجاد سے محبت کرنے لگی تھی۔ اُس کی خوبروئی کی ایسی اسیر ہوئی کہ اُس کے سامنے میں اندھی ہو جاتی تھی۔ مجھے اُس کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ ہر طرف وہی دکھائی دیتا تھا۔ میں نے اُس کی ظاہری ساحرانہ کشش دیکھی، مرعوب ہو کر اپنا آپ بھلا بیٹھی۔'' امن کی آنکھوں کی سطح پر بے بسی کے شدید احساس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ہمراہ نمی چمکنے لگی۔ اُس نے ضبط کی کوشش میں اپنے لب کچل ڈالے۔

''بس بیٹا محبت ایسا ہی بے اختیاری جذبہ ہے محبت بہت طاقتور جذبہ ہے محبت خدا کا دوسرا روپ ہے۔ دلوں کے رابطے چپکے سے بندھ جاتے ہیں ہم بے خبری میں مارے جاتے ہیں۔ محبت سکون ہوتی ہے اُجالا ہوتی ہے مگر بربادی اور بے سکونی کی ابتدا تب ہوتی ہے جب محبت میں ہوس آن گھستی ہے۔'' فاخرہ نے طویل سرد آہ بھری اور کچھ ثانیے خاموش ہوگئی۔ دونوں کے درمیان اضطراب بھری خاموشی کا تاثر رینگنے لگا۔

''میں اُسے مسیحا سمجھی تھی محافظ سمجھی تھی مگر وہ اتنا چالباز اور مکار ہوسکتا ہے مجھے ایسا خیال کبھی چھو کر بھی نہیں گزرا۔ اُس نے بہروپ بھر کر مجھے دھوکا دیا۔ بھیس بدل کر مجھے لوٹ لیا۔ میں اُس کی فطرت اور عزائم سے آگاہ نہیں تھی۔ میں نے اپنی آبرو کھودی۔ میں نے اپنی زندگی کے قیمتی خزانے کھودیے۔ کاش میں اُس دن اُس کے ساتھ نہ جاتی، میں غفلت میں خوار ہوکر رہ گئی۔ مجھے لگتا ہے مجھے مرجانا چاہیے۔''

اُس کی سانس تیز ہونے لگی۔ وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ فاخرہ نے آگے بڑھ کر اُسے ساتھ لگالیا۔ فاخرہ اُس کی درد آشنا تھی، جانتی تھی کہ امن کی آنکھوں نے ابھی بہت خون رونا ہے۔ وہ اُسے کیسے دلاسا دیتی، کیسے صبر کی تلقین کرتی۔

کوئی اپنا پیارا مرجائے تب بھی صبر آنے میں بہت وقت لگتا ہے اور کھوجانا تو برسوں کرب و اذیت میں مبتلا رکھ کر ٹیسیں دیتا ہے۔ اُس نے تو بہت انمول چیز کھوئی تھی پھر صبر جیسا لفظ امن کی وحشتوں کے آگے کتنا بے معنی اور حقیر ہوتا۔

امن نے اعتبار کھویا تھا، عزت کھوئی تھی پھر..... پھر..... فاخرہ اُسے کن لفظوں میں مایوسی سے نکلنے کا راستہ بتاتی۔ کیسے حرفوں میں اُس کی ہمت باندھتی کہ امن کا ملال دھل جاتا۔

اُس کا نقصان ناقابلِ تلافی تھا۔ دنیا کے ہزار اچھوتے جملے بھی اُس کا خسارہ مٹا نہیں سکتے تھے۔ پورا نہیں کرسکتے تھے بھلا نقصان وہ بھی ایسا جان لیوا کیسے درد کیسی وحشت میں مبتلا کرتا ہے یہ واضح بتانے کی بات تو نہیں ہے۔

☆.....☆.....☆

نجانے رات کا کون سا پہر تھا جب سیل فون کی مسلسل بجتی بیل پر امن کی آنکھ کھلی تھی۔ کچھ دیر تو وہ سوئی جاگی کیفیت میں رہی۔ اُس کے حواس ماؤف تھے تبھی فون پھر آنے لگا۔ 'سجاد بلوچ'۔

امن کے خوابیدہ حواس جاگ گئے اُس نے چور نظروں سے کمرے میں دیکھا۔ حذیفہ اور ہنزلا سوئے ہوئے تھے، امن کا دل خوفزدہ و سراسیمہ سا پتے کی مانند لرزنے لگا۔ اُس کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرانے لگا۔ اُس نے ڈر سے لرزیدہ ہاتھ کا انگوٹھا بٹن پر رکھ کر کال کاٹ دی۔

اُس کا بدن پسینے میں شرابور تھر تھر کانپ رہا تھا، تبھی فون پھر آنے لگا۔

وہ ساکت و صامت سیل فون کی اسکرین کو ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی۔ اُس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اُس درندے سے بات کرسکتی۔ جس نے اُس کا خون چوس لیا تھا۔ جس نے اُسے کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ امن کی نگاہوں میں شرمندگی اور پچھتاوے بھر دیے تھے۔

طیش کی ایک بھرپور لہر امن کے اندر سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اُمڈی اور غیظ و غضب نے اُس کے تن بدن میں سلگتا ہوا قہر بھر دیا۔ مارے اشتعال کے امن نے پوری قوت سے سیل فون دیوار پر دے مارا۔

ایک ہلکا سا ارتعاش کمرے کی فضا میں ابھرا اور ایک چھناکے سے سیل فون فرش پر گرا اور ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ امن کی سانس دھونکنی کی مانند چل رہی تھی۔ ایسے ہی تو اُس کی ہستی کے ٹکڑے ہوئے تھے۔ وہ مرتد بنادی گئی تھی۔ اُس کی نس نس زہر آلود تھی۔

وہ کڑی آزمائش سے گزر رہی تھی۔ وہ اضطرابی انداز میں ہاتھ مسل رہی تھی۔ اُس کے لب کپکپا رہے تھے۔ اُس کا نازک دل مسلسل بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔ اُس پر قیامت بیتی تھی اور چاہ کر بھی وہ بھول نہیں پا رہی تھی۔ وہ سجاد بلوچ اور اُس سے منسوب ہر تلخ و شیریں یاد کو اپنے دل و ذہن سے کھرچ کر پھینک دینا چاہتی تھی مگر اُس کی ہر سعی لاحاصل ثابت ہو رہی تھی۔

امن کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اور وہ اپنا سر تکیے پر پٹخ رہی تھی اب اُسے تمام رات یوں ہی تڑپنا تھا۔

☆.....☆.....☆

اگلی صبح لبنیٰ بہت سویرے اٹھی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد جائے نماز پر بیٹھی تا دیر وہ خالی الذہنی کی کیفیت میں دعائیں مانگتی رہی۔ اُس کے آنسو جیسے آگ کے آنسو تھے۔ جو لبنیٰ کو جلا رہے تھے۔ اُس کے دل میں لگی آگ کی تپش کو بڑھا رہے تھے۔ آنسو رونے سے درد کہاں کم ہوتے ہیں۔

''شکر الحمدللہ'' فرقان مسجد سے نماز پڑھ کر آیا تو لبنیٰ کو نماز پڑھتے دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ پچھلے بہت سے دنوں میں فرقان کے اعصاب بہت کشیدہ رہے تھے۔ وجہ لبنیٰ کی بیماری تھی۔ وہ لبنیٰ کو دیکھتے دل گرفتہ و اُداس ہو جاتا آج فرقان کا دل قدرے اطمینان پا گیا کہ لبنیٰ اب زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی۔ فرقان تو بے خبر تھا کہ لبنیٰ کی آنکھوں نے جو دیکھا وہ اُس کا دل سہار نہیں سکا۔ بیماری تو بہانہ بن گئی ورنہ تو معاملہ ہی کوئی اور تھا جس نے اُس کی کمر توڑ ڈالی تھی۔ دل اَدھ موا کر ڈالا تھا۔ وہ ڈھے گئی، اُس کے اندر کیا کیا پکتا، اُبلتا سا لاوا تھا جو اُسے کسی کل چین نہیں لینے دیتا تھا۔

فرقان سبزی منڈی سے تازہ سبزی لینے چلا گیا۔ فاخرہ کچن میں آٹا گوندھ رہی تھی۔ تبھی امن سوکر اپنے کمرے سے نکلی۔ سامنے ہی اُس نے لبنیٰ کو جائے نماز پر بیٹھے دیکھا تو لپک کر آگے بڑھی اور جا کر لبنیٰ کے پاؤں اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیے۔

''مما مجھے معاف کر دیں۔'' امن سسکی۔

''مما میں بہت بری ہوں مجھے ماریں مجھے مار ڈالیں مگر چپ مت رہیں۔ ایسے مت کریں۔ مجھے سزا دیں مما۔'' امن کا سر لبنیٰ کے پیروں پر جھک گیا اور وہ تڑپنے لگی۔

''مما..... بابا بہت کم بات کرتے ہیں۔ بہت کم کھاتے ہیں۔ اُداس سے رہتے ہیں۔ اُن کا ہنسنا بولنا ختم ہو گیا ہے۔ پلیز مما میرا نہیں تو بابا کا ہی خیال کر لیں۔ میری غلطی کی سزا سب کو مت دیں۔ مما ہنزلا اور حذیفہ بھی کملا کر رہ گئے ہیں مما..... مما مجھے معاف کر دیں۔ بہت بری ہوں میں۔'' اُس کی آہ و زاری اُس کا رنج و الم میں ڈوبا انداز اُس کے آنسو سب بے کار گئے۔ لبنیٰ نے اپنے پاؤں ہٹا لیے اور اُٹھ کھڑی ہوئی امن کو دھچکا سا لگا۔ وہ بھی بے دردی سے اپنے آنسو رگڑتی اُٹھ کھڑی ہوئی لبنیٰ اپنے کمرے میں جا رہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

تھی۔ امن بھی پیچھے ہولی۔ جیسے ہی لبنیٰ کمرے میں جا کر صوفے پر بیٹھی امن نے پھر اُس کے پاؤں پکڑ لیے اور زار و قطار رونے لگی۔

''مما مجھے معاف کر دیں، میرے دل پر بہت بوجھ ہے میرا دل درد سے پھٹ جائے گا۔'' لبنیٰ نے روتی بلکتی امن کو دیکھا اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اُس کا سر پیچھے جھٹک دیا۔

'' کیوں کر دوں میں تمہیں معاف، بتاؤ کیوں کروں معاف! میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔ دفع ہو جاؤ، میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔'' کیسی کاٹ تھی کیسا درد تھا۔

''مما مجھے معاف کر دیں بابا کی خاطر۔''

''تمہیں اتنی فکر ہوتی بابا کی، اپنے بھائیوں کی، اس گھر کی عزت کی تو تم ایسی حرکت کبھی نہ کرتیں۔ کیا تمہارا ایک لفظ معافی میرے دل میں پڑی دراڑوں کو پُر کر سکتا ہے کبھی نہیں۔''

''مما.....''

''جاؤ دور ہو جاؤ، چلی جاؤ ورنہ میں خود کو مار ڈالوں گی۔'' لبنیٰ کی آواز تیز ہو گئی۔ اُس کا فشار خون بلند ہونے لگا۔ فاخرہ لبنیٰ کی تیز آواز سُن کر اندر آئی اور امن کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ امن وہیں ڈھٹائی سے کھڑی۔ رہی لبنیٰ کی سانس تیز تیز چل رہی تھی۔

''امن جاؤ بیٹا باہر جاؤ۔'' فاخرہ نے سختی سے کہا تو امن بے چارگی سے باری باری دونوں کو دیکھتی باہر چلی گئی۔ فاخرہ نے لبنیٰ کو پانی پلایا اور سہارا دے کر لٹا دیا۔

فاخرہ امن کے حوالے سے لبنیٰ کے ساتھ کوئی بات کر کے اُس کی خودی کا بھرم نہیں توڑ سکتی تھی، وہ خود کوئی بات کرے تو کرے۔ فاخرہ لبنیٰ کی آنکھوں سے بہتے اشک دیکھ کر اُس کی اذیت سمجھ رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

صبا نے نیہات ضمیر کے کوچنگ سینٹر میں پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ وہ اسکول جانے سے پہلے بشیراں کے ساتھ مل کر ناشتا بناتی، فضا اسوہ اور اسد کو اسکول کی تیاری کرواتی پھر سارے بہن بھائی اسکول چلے جاتے بشیراں کے منع کرنے کے باوجود صبا جاتے جاتے ناشتے کے برتن دھو جاتی۔

بشیراں اور زمان گھر میں اکیلے رہ جاتے۔ زمان چپ چاپ لیٹا رہتا ناشتا کرتا پھر لیٹ جاتا۔ بشیراں دوپہر کا کھانا بنانے لگ جاتی۔ اسکول سے آنے کے بعد صبا اور فضا مل کر گھر کی صفائی کرتیں۔ کھانا کھانے کے بعد برتن دھو کر کوچنگ سینٹر وہ چاروں بہن بھائی چلے جاتے تھے۔ ضویا اور صبا چھوٹی کلاسز کے بچوں کو پڑھاتی تھیں۔ جب کہ نیہات نویں اور دسویں کے بچوں کو پڑھاتا تھا۔

صبا کو اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوا تھا کہ وہ اپنے بہن بھائیوں پر نظر رکھ سکتی تھی۔ اپنی نگرانی میں اُن کا ہوم ورک چیک کرتی تھی۔ دوسرا نیہات نے اُس کو ایک مناسب سی رقم بھی پے کے طور پر دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس میں تو کوئی شک نہیں تھا کہ نیہات ضمیر اپنے عمل میں باعمل لڑکا تھا اچھا سچا اور کھرا انسان۔

''میرے ساتھ کوئی تمہیں ملنے آیا ہے صبا۔'' ضویا نے اپنے ساتھ کھڑی عروہ کی طرف اشارہ کیا صبا کی آنکھوں میں شناسائی کی ہلکی سی چمک اُبھری۔

''عروہ ہیں نا آپ۔'' صبا نے جھٹ سے کہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''ہاں..... مگر تمہیں کیسے پتا..... آئی تھنک ہم باقاعدہ ملے تو نہیں۔''

''مگر مجھے پتا ہے، میں نے آپ کو دیکھا ہے۔'' صبا اپنی جگہ سے اٹھی اور عروہ سے گلے ملی اس وقت وہ نیہات کے کوچنگ سینٹر میں تھیں۔ عروہ بہت پُر جوش تھی صبا سے ملنے کے لیے۔ نیہات نے کولڈ ڈرنکس منگوالی تھیں۔ صبا نے فضا اسوہ اور اسد سے بھی عروہ کو ملوایا۔ خوبصورت مؤدب سے سارے بہن بھائی بلا کے پُراعتماد تھے۔

عروہ کی نظریں صبا کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔ وہ باتیں کم کررہی تھیں اور ایک دوسرے کو تکے جارہی تھیں۔ باتیں وہ کیا کرسکتی تھیں۔ کزنوں والی مخصوص بے تکلفی مفقود تھی۔ باتوں کے درمیان امن کا ذکر نکل آیا۔

''صبا امن بہت دنوں سے کالج نہیں آرہی، کچھ پتا ہے۔'' عروہ کے اشارہ کرنے پر ضویا نے پوچھا۔

''لبنیٰ آنٹی بیمار ہیں اس وجہ سے امن آپی بہت پریشان ہیں۔''

''ارے کیا ہوا آنٹی کو، ایک دم سے کیسے بیمار پڑگئیں۔'' ضویا فکرمند ہوگئی۔

''پتا نہیں، یک دم دل میں درد اٹھا تھا پھر چاچو اُن کو ہاسپٹل لے گئے تھے۔ اُن کی حالت کافی خراب تھی، ہم سب گئے تھے۔ میری مما ابھی بھی اُدھر ہی ہیں۔''

''اوہ نو، عروہ کیا تم لوگ اتنے بے خبر ہو کہ پڑوس میں رہنے کے باوجود تم اور تمہاری فیملی کے لوگ نہیں جانتے کہ امن کی مما اتنی بیمار رہی ہیں۔ ویری سیڈ۔'' ضویا نے تاسف سے عروہ کو کہا۔ عروہ نے واضح نظریں چرائی تھیں۔

وہ باخبر تھی مگر رحمان نے سختی سے منع کررکھا تھا۔ وہ کیا بتاتی۔ اور اب اُسے احساس ہورہا تھا اور شرمندگی بھی..... ضویا امن کا نمبر ملارہی تھی۔

''امن کا نمبر بند جارہا ہے.....'' ضویا نے تاسف سے سر ہلایا۔

''مجھے ملنا ہے امن سے، اوہ میرے خدا امن اتنی پریشان رہی اور ہم..... دوستی کا دعویٰ کرنے والے۔'' ضویا کا ملال کم ہی نہیں ہورہا تھا۔

''آپ ضرور جایئے گا ضویا آپی، دکھ درد میں اپنوں کو اپنے ہونے کا احساس ضرور دلانا چاہیے۔ دوستی دکھ درد بانٹ لینے کا ہی نام ہے۔ دوستوں کو آپ کی ضرورت ہوتی ہے، محبت بھرے اپنائیت سے بھرپور لفظ زخموں پر مرہم کا کام کرتے ہیں۔'' صبا رسانیت سے کہہ رہی تھی عروہ خاموش تھی اور حیرت زدہ بھی کہ صبا چھوٹی سی لڑکی اتنی گہری باتیں کیسے کررہی ہے۔

''کیا ہوا امن کو.....'' نیہات کے کانوں تک بھی بات پہنچی تھی، وہ بھی امن کے کالج نہ آنے کی وجہ سے پریشان تھا مگر کس سے پوچھتا..... صبا سے پوچھتے جھجک مانع آتی۔

''عروہ جائے نہ جائے اِن کا ذاتی معاملہ ہے مگر صبا میں اُن کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ تم چلو گی میرے ساتھ۔''

''میں لے چلوں گا تم لوگوں کو.....'' نیہات نے دھیرے سے کہا۔

''رئیلی.....'' صبا اور ضویا یک زبان بولیں۔ اُن کی خوشی دیدنی تھی کہ نیہات اُن کو لے کر جائے گا۔ عروہ کا امن سے اور اُس کی فیملی سے خون کا رشتہ تھا۔ وہ کیا اتنی تابعدار تھی ماں باپ کی کہ انہوں نے روکا وہ رُک گئی۔ طبیعت پوچھنے ہی تو جانا تھا کون سا کوئی فلم دیکھنے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''ضویا جب تم امن کے گھر پہنچو تو مجھے بھی میسج کر دینا میں بھی آ جاؤں گی۔'' عروہ نے ابھی فیصلہ کیا تھا۔

''مگر تمہارے بابا.....'' ضویا نے شاکی نگاہ سے عروہ کو دیکھا۔

''یہ میرا مسئلہ ہے۔''

''عروہ شکر ہے تمہیں احساس تو ہوا، اچھے کاموں کے لیے آگے قدم بڑھانے میں کبھی دیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ کبھی کبھی بہت دیر بھی ہو جایا کرتی ہے۔'' نہات نے در پردہ اُسے کچھ سمجھایا تھا۔ وہ سمجھی کہ نہیں..... یہ آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔

☆.....☆.....☆

امن اور فروا دونوں نے ایک جیسی غلطی کی تھی۔ فروا گناہوں کی دلدل میں دھنس چکی تھی اور اُسے چنداں احساس اور پروا نہیں تھی۔ وہ اپنے نفس کی غلام بن کر رہ گئی تھی اور اُسے اپنے آپ کو کوئی توجیہہ پیش کر کے مطمئن کرنے کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ وہ ہمیشہ سے بے حس و خود غرض تھی۔ ہاں امن کی بات اور تھی۔

فروا نے اپنا نیا موبائل لے لیا تھا اور سب سے پہلی کال اریز کو ہی کی تھی۔ آج کل وہ اپنا سیلون ملتان میں کھولنے کی تیاریوں میں گم تھی۔ دوسرے شہر میں سیلون کی کوئی تک نہیں بنتی تھی۔ رحمان کو بھی اعتراض تھا۔ اُسے بھی فروا کی یہ منطق سمجھ میں نہیں آئی تھی مگر فروا کے اٹل ارادے اور ہٹیلے پن کے آگے رحمان بھی مجبور ہو گیا تھا۔ اُس کی پس و پیش دھری کی دھری رہ گئی۔

اریز کا فروا کے پیچھے مضبوط ہاتھ تھا۔ وہ اُسے مسلسل اپنے حصار میں رکھے ہوئے تھا۔ وہ جو کبھی اریز سے شادی کی خواہاں تھی۔ آہستہ آہستہ اریز اُس کا مائنڈ سیٹ کر چکا تھا کہ ہم ایک دوسرے کے ہی ہیں۔ ہم ایک ساتھ ہیں، ایک ساتھ رہتے ہیں، پہلا پہلا پیار ہو تم میرا..... شادی 'بھی' ضرور کریں گے مگر پہلے کچھ بن تو جائیں۔ اور جتنا بھی اختلاف کرتی وہ اُسے قائل کر ہی لیتا تھا۔

ملتان کے پوش ایریے میں رحمان کا گھر تھا۔ اچھا بنا ہوا تھا۔ یہ فروا کے نام تھا اور اچھے رینٹ پر دیا ہوا تھا۔ اب اریز کے مشورے پر فروا اُس مکان میں شفٹ ہو گئی تھی۔ گھر کی بالائی منزل پر سیلون بنانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ فروا اپنی من مانی کرتی جا رہی تھی۔ رحمان دل سے ناخوش تھا مگر وہ کب سنتی اور مانتی تھی۔

رحمٰن چیک لکھ لکھ کر دیتا جا رہا تھا۔ وہ اپنی پسند کی رقم لکھتی جا رہی تھی۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں رقم اریز اپنی مرضی سے لکھتا تھا۔ فروا اور اریز ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہو چکے تھے۔ بغیر نکاح کے ایک دوسرے کے ہو گئے تھے۔ فروا کو کبھی کبھی اندر سے کوئی چیز کاٹتی تھی۔ چبھن دیتی تھی، کسک جگاتی تھی اور اُسے یاد آتا تھا کہ وہ گناہ آلود زندگی گزار رہی ہے۔ اریز کے ساتھ اُس کا جائز اور شرعی رشتہ نہیں ہے۔ دنیا کی نظر میں اریز اُس کا کوئی نہیں ہے۔ وہ دونوں لاکھ خود کو تاویلیں دے کر مطمئن کر لیں مگر وہ اریز کی کون تھی، کیا تھی، کیا مقام تھا اُس کا۔

جب وہ اس طرح کی کیفیات میں مبتلا ہوتی تب اُس کا من اُچاٹ ہو جاتا۔ وہ پہروں اُداس رہتی، بولائی بولائی پھرتی مگر..... مگر وہ بھی اریز چوہدری تھا۔ چرب زبان، ہر فن مولا، اُسے قائل کر ہی لیتا..... اور وہ ہو بھی جاتی تھی۔ شاید اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کوئی راہ بھی تو نہیں تھی۔

☆.....☆.....☆

اریز چوہدری بہت دنوں 'فرماں برداری' کا روپ پلے کرتے کرتے اُوب گیا تھا۔ ایک جگہ ٹک کر رہنا کسی ایک حسینہ کے پلو سے بندھ کر رہنا اُس کی سرشت میں شامل نہیں تھا۔ بیاہمدانی اُس سے کافی ناراض تھی اور وہ ملتان میں فروا کے کاموں میں ہی پھنسا ہوا تھا۔ وہ سائے کی مانند فروا کے ساتھ تھا۔ دو چیک رحمان نے فروا کے حوالے کیے تھے اور فروا نے بغیر کچھ سوچے اریز کو دے دیے تھے۔ محبت اندھی ہوتی ہے اور آنکھیں نہ ہوں تو انسان کہیں نہ کہیں اُوندھے منہ گرتا ضرور ہے جلد یا بدیر، گرنے کی جگہ گہری کھائی بھی ہوسکتی ہے یا ہمارے اعمال کے مطابق کوئی پاتال بھی۔

اریز نے فروا کے ہاتھ سے بے توجہی سے چیک پکڑے تھے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔ جیسے ہی فروا اُس کے پاس سے اُٹھ کر گئی اریز کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک اُبھری۔ اُس نے ایک چیک کو اپنے لبوں سے چھوا اور اپنا والٹ کھول کر والٹ کے خفیہ خانے میں وہ خالی چیک رکھ لیا۔ اور دوسرے چیک پر اپنی مطلوبہ رقم لکھی۔ پھر وہ ہنسا..... تمسخر سے سر جھٹکا، اریز کو یہ چیک آج ہی کیش کروانا تھا، پھر سیلون سے متعلق چیزیں فروا کے ساتھ خریدنے جانا تھا۔ ابھی اُسے چند دن اور فروا پر محنت کرنی تھی۔ وہ اندر سے اوب رہا تھا۔ فرار چاہتا تھا مگر وہ اپنے کسی عمل یا رویے سے فروا پر ظاہر نہیں کرسکتا تھا۔

اگلی صبح سب سے پہلے چیک کیش کروا کر وہ دونوں شوروم گئے تھے۔ اُن کو کنوینس کا بہت مسئلہ تھا اس لیے اپنی گاڑی ہونا تو بے حد ضروری تھا۔ آنے جانے میں دقت ہوتی تھی۔

سب سے پہلا کام انہوں نے یہی کیا تھا، پھر اپنی لاکھوں کی مالیت کی گاڑی میں سارا شہر گھومے۔ سیلون کے لیے تمام ضرورت کی چیزیں لی تھیں۔ دونوں نے اپنی اپنی ذاتی ضرورت کی اشیاء بھی خریدی تھیں۔ ملازمہ (کوثر) کے لیے کپڑے وغیرہ بھی لیے تھے، جو رحمان نے اپنے دل کی تسلی کی خاطر زبردستی فروا کے ساتھ بھیجی تھی، حفاظت کے لیے شاید۔

بہت اچھا دن گزار کر، رات کا کھانا کھا کر ہی وہ دونوں واپس گھر لوٹے تھے۔

☆.....☆.....☆

نیہات، ضویا، صبا اور اس کے باقی بہن بھائی سیدھے صبا کے گھر آئے تھے وہاں سے خالہ بشیراں کو بتا کر اور فضا، اسد اور اسوہ کو گھر چھوڑ کر وہ تینوں پیدل ہی امن کے گھر کی طرف چل پڑے تھے۔ امن کے گھر کے قریب پہنچ کر ضویا نے عروہ کو میسج کیا تھا۔

ضویا اور صبا اندر چلی گئی تھیں جبکہ نیہات باہر ہی کھڑا تھا۔ سب سے پہلے فاخرہ سے ہی اُن کی مڈبھیڑ ہوئی تھی۔ فاخرہ کو ضویا یہاں دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

''آنٹی آپ کیسی ہیں؟'' ضویا فاخرہ کے گلے لگ گئی۔

''میں ٹھیک ہوں بیٹا۔ کس کے ساتھ آئے ہو تم دونوں۔''

''وہ نیہات بھیا۔'' صبا نے دروازے کے پار ہاتھ سے اشارہ کیا۔ فاخرہ نے تاسف سے سر ہلایا اور دروازے سے باہر کھڑے نیہات کو اندر بلانے کے لیے باہر کی طرف قدم بڑھائے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

پھر کچھ خیال آنے پر رُک گئی۔

''کہیں فرقان بھیا برا نہ مان جائیں۔'' وہ واپس پلٹی اور کچن میں چائے کا انتظام کرنے لگی۔

ضویا کے گلے لگ کر امن بے دریغ آنسو بہا رہی تھی، عروہ بھی آ گئی تھی۔

''امن یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔'' عروہ اور ضویا نے کہا۔ امن سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی۔ رنگت سیاہ آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے اُس کے رتجگوں کے گواہ تھے۔

''مما کی وجہ سے.....'' امن اور کیا کہتی اُسے کچھ اور سوجھا ہی نہیں۔

''آنٹی ٹھیک ہو جائیں گی تم خود کو یوں ہلکان مت کرو۔'' ضویا نے اُس کے آنسو صاف کیے۔

''بیٹا چائے۔'' تبھی فاخرہ چائے بسکٹ لے کر آ گئیں۔

''مما ہم نے تو کھانا بھی نہیں کھایا۔'' صبا نے کہا۔

''میں تو کھانا کھاؤں گی ضویا آپی آپ کھاؤ گی اور مما وہ نیہات بھیا.....'' فاخرہ نے اُسے سر سے مبہم سا اشارہ کر کے سمجھایا کہ یہ ہمارا گھر نہیں ہے اس لیے ہم اُسے گھر کے اندر لانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ صبا سمجھ گئی دوبارہ نیہات کا نام بھی نہیں لیا۔ چائے کے بعد وہ سب لبنیٰ کے کمرے میں چلی گئیں، باتیں ہوتی رہیں۔ عروہ اور ضویا امن کو حوصلہ دیتی رہیں دلاسا دیتی رہیں۔

''امن کالج کا بہت حرج ہو گیا ہے اب تم آنا شروع کرو۔'' ضویا نے کہا تو امن نے بے ساختہ نظریں اِدھر اُدھر کر لی تھیں جیسے وہ اس موضوع پر بات نہ کرنا چاہتی ہو۔

''آنٹی کچھ اور بہتر ہو جائیں تب امن آپی کالج جوائن کر لیں گی۔'' صبا نے جواب دیا۔

نیہات کی مس کالز آ رہی تھیں پھر اُس نے ضویا کو میسج کیا تھا کہ آ جاؤ۔

''اچھا آنٹی اجازت، اللہ آپ کو صحت دے۔'' ضویا باری باری فاخرہ اور لبنیٰ سے ملی تھی۔ صبا، عروہ اور امن ضویا کو دروازے تک چھوڑنے آئی تھیں اور نیہات ضمیر جو اتنی دیر سے کھڑا اکڑ گیا تھا کہ شاید امن کی ایک جھلک دیکھنے کو مل جائے، وہ خواہش پوری ہو گئی، مگر امن کو دیکھ کر نیہات ششدر رہ گیا اتنی شکستہ حالت۔

''اچھا بائے اپنا خیال رکھنا امن، اور کالج آنے کو یقینی بناؤ۔'' ضویا نے اُسے ساتھ لگایا۔

''خدا حافظ۔'' عروہ اور صبا نے بھی جواباً کہا امن سر جھکائے کھڑی تھی۔

''یہ امن کو کیا ہوا ہے؟'' نیہات بولا۔

''پتا نہیں بہت کمزور ہو گئی ہے اور گم صم سی بھی، اپنی مما کی وجہ سے رنجیدہ اور سوگوار ہے۔''

''مگر اتنی مخدوش حالت، کوئی اور مسئلہ نہ ہو۔''

''اور بھلا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے بس لڑکیاں اپنی ماؤں کے ساتھ بہت اٹیچ ہوتی ہیں نا تو اس لیے اثر بھی زیادہ لیتی ہیں۔''

''ہاں شاید، اچھا یہاں سے رکشہ نہ لے لیں۔''

''لے لیتے ہیں۔'' نیہات نے دور سے آتے رکشے کو دیکھ کر کہا۔

☆.....☆.....☆

مگر ہوا کیا..... اس سے پہلے کہ رکشے والا رُکتا ایک گلی سے چار پانچ لڑکے نکلے اُن کے ہاتھ میں ہاکیاں اور بلے تھے۔ وہ کسی انہونی اُفتاد کی طرح نیہات پر پل پڑے۔ سب کچھ اتنی جلدی اور اچانک ہوا کہ وہ بوکھلا کر رہ گئے۔ ضویا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حواس باختہ سی بچاؤ..... بچاؤ پکارتی رہی اور وہ نیہات کو مارتے رہے۔ انتہائی ضبط کے باوجود بھی نیہات کی فلک شگاف چیخیں نکل رہی تھیں۔ اُس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اپنے پیارے بھائی کا خون دیکھ کر وہ چلانے لگی۔ اُس کی کوئی نہیں سن رہا تھا۔ وہ اپنی سدھ بدھ کھو رہی تھی پھر اُس کو کچھ اور سجھائی نہیں دیا تو وہ دوبارہ امن کے گھر کی طرف بھاگی تھی اور سب کو روتے ساری بات بتائی وہ سب اُس کے ساتھ بھاگے۔ گھر سے نکلتے ہوئے فاخرہ نے پولیس کو بھی اس ہنگامے کی اطلاع کردی تھی۔

جب تک وہ وہاں پہنچے نیہات خون میں لت پت بے ہوش پڑا تھا اور وہ لڑکے فرار ہو چکے تھے۔

ضویا کا رو رو کر بُرا حال تھا۔ پولیس والوں نے ضویا سے سوالات پوچھ پوچھ کر الگ پریشان کر رکھا تھا۔ ضویا کا دل انجانے وہموں اور لاتعداد اندیشوں سے اٹا پڑا تھا۔ نیہات کی حالت نے ضویا کے حوالے معطل کر دیے تھے۔ انتہائی افراتفری کی صورتِ حال تھی ایسے میں فاخرہ نے ہی سارے معاملات ہینڈل کیے تھے۔ پولیس کو بھی نپٹایا اور نیہات کو بھی ہاسپٹل پہنچایا۔

نیہات کے زخم صاف کر کے پٹیاں کر دی گئی تھیں مگر ابھی تک وہ ہوش میں نہیں آیا تھا۔ اُس کا سر دو جگہ سے پھٹا تھا۔ سارا بدن خراشوں سے بھرا ہوا تھا۔ جگہ جگہ سے خوف رس رہا تھا۔ اُس کی غیر ہوتی حالت ضوفیا سے دیکھی نہیں جا رہی تھی وہ کرلائے جا رہی تھی تبھی ضویا کا فون بجنے لگا۔ وہ چونکی صغریٰ کی کال تھی ضویا نے فاخرہ کو دیکھا۔

''آنٹی مما فون کر رہی ہیں کیا کروں۔''

''بات کرلو بیٹا۔''

''اُن کو بتا دوں کیا۔'' تبھی کال پھر آنے لگی ضویا نے کال پک کی۔

''بیٹا میرا دل گھبرا رہا ہے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے میں ذرا ستانے کو لیٹی تو مجھے یوں لگا کہ جیسے مجھے کوئی مار رہا ہے۔ بے دردی سے کوڑے برسا رہا ہے۔ میں رو رہی ہوں چلا رہی ہوں مگر وہ تعداد میں بہت تھے۔ انہوں نے مجھے بہت پیٹا، میں زخمی لہولہان ہوگئی، یہ خواب تھا بیٹا مگر میرا جسم پسینے میں شرابور ہوگیا، الٰہی خیر کہتی میں اُٹھ بیٹھی۔ سب ٹھیک ہے نا بیٹا۔'' ضویا شاک میں تھی کہ مما کو خود بخود ہی پتا چل گیا۔

''مما وہ نیہات بھائی کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ نہیں نہیں مما فکر کی کوئی بات نہیں۔ معمولی چوٹیں ہیں۔ نیہات بھیا دواؤں کے زیر اثر سو رہے ہیں۔ آپ دعا کریں۔ ماؤں کی دعائیں اللہ جلد سنتا ہے۔ جی جی مما وہ ٹھیک ہیں۔ یہ لیں آنٹی فاخرہ سے بات کرلیں۔'' ضویا نے فون فاخرہ کو دے دیا۔ فاخرہ صغریٰ کو اطمینان دلاتی رہی، نیہات کے ٹھیک ہونے کا یقین دلاتی رہی۔

''آنٹی مما کو تو خواب میں پتا چل گیا تھا مجھے کچھ بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔''

''بس بیٹا ماں کا دل ایسا ہی ہوتا ہے آگہی پا جاتا ہے۔''

''مگر مما بہت بے چین ہوگئی ہیں اب ساری رات کروٹیں بدلتی رہیں گی دعائیں مانگیں گی۔ صحن میں چکر کاٹتی رہیں گی۔'' ابھی وہ یہ بات کر ہی رہی تھی کہ صغریٰ کا پھر فون آ گیا ضویا سمجھ رہی تھی اس لیے اب کی بار تاخیر بات کرتی رہی اُسے پتا تھا کہ مما کو نیند نہیں آنی۔

☆.....☆.....☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

جاگنگ سے ابھی وہ لوٹی تھی۔ اس وقت وہ ٹریک سوٹ میں تھی اور اس وقت لان میں ایکسر سائز کر رہی تھی۔ ایکسر سائز کرتا اُس کا متحرک کامنی سا وجود پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ اُس کے کالے گھنے سیاہ بالوں کی پونی ہوا میں مختلف زاویوں سے لہرا رہی تھی۔

جیسے جیسے وہ ایکسر سائز کے اسٹیپس بدلتی اُسی انداز میں اُس کی پونی ٹیل دائیں سے بائیں اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر لہرا رہی تھی۔ اُس کی پھرتی، اُس کا جوش دیدنی تھا۔

''زرینہ۔'' اُس نے آواز دی اُسی کی ہم عمر لڑکی پہلے سے جیسے الرٹ کھڑی تھی۔ تولیہ اور پانی کی بوتل لیے حاضر تھی۔ اُس نے زرینہ کے ہاتھ سے تولیہ لے کر اپنی گردن، چہرہ اور پیشانی کو اچھی طرح سے صاف کر کے تولیہ ایک ہاتھ سے واپس زرینہ کو پکڑا کر دوسرے ہاتھ سے پانی والی بوتل پکڑ کر ہونٹوں سے لگا کر پانی پینے لگی۔ زرینہ خالی بوتل لے کر واپس چلی گئی۔

اب وہ مالی عرفان کے سر پر کھڑی اُس کی سانس خشک کر چکی تھی۔ عرفان اندر ہی اندر اُس سے خار کھاتا تھا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُسے باغبانی کا شوق تھا۔ شوق تو اُسے اور بھی بہت سارے کاموں کے تھے مگر باغبانی کا تو جیسے جنون تھا۔ اپنے گھر کے وسیع و عریض لان کی خوبصورتی، ہریالی اور شادابی اُسے بہت عزیز تھی اور وہ لان کی خوشنمائی کے لیے خود اپنے ہاتھوں سے محنت کرنا بھی پسند کرتی تھی۔ اُسے کوئی عار یا کوئی خفت نہیں محسوس ہوتی تھی۔ وہ خود گوڈی کر لیتی تھی۔ پودوں میں سے گلے سڑے پتے نکالتی تھی۔ اُسے پودوں' پھولوں اور درختوں سے محبت تھی۔ نجانے کیوں اُسے گمان ہوتا تھا کہ پھول محبت کی زبان سمجھتے ہیں۔ وہ پودوں کی کاٹ چھانٹ میں لگی رہتی تھی۔ وہ کسی کیاری، کسی گملے کو نظر انداز نہیں کرتی تھی۔

''عرفان۔'' وہ جو قریب ہی گھاس کو مشین سے کاٹ رہا تھا دوڑا چلا آیا۔

''جی میم۔'' وہ مؤدب سا سینے پر ہاتھ باندھے نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

''سردیوں کا موسم رخصت ہو رہا ہے اندر جتنے بھی کیکٹس کے گملے رکھے ہیں اُن کو باہر رکھو تاکہ اُن کو دھوپ لگ سکے۔''

''جی.....'' وہ ہنوز اُسی مؤدبانہ پوزیشن میں کھڑا تھا۔

''اور ہاں یاد رہے فینسی گملے چھاؤں میں ٹھیک رہتے ہیں خیال رکھنا، شام کو نئے پودے لینے نرسری جانا ہے، تیاری رکھنا۔ میں گارڈن کے لینڈ اسکیپ میں بھی کچھ نیا کرنا چاہ رہی ہوں اوکے۔''

عرفان کافی دیر سے دم سادھے کھڑا تھا جیسے ہی وہ گارڈن سے نکلی عرفان نے ایک آسودہ سانس بھری۔ نجانے کیوں اُس کے سامنے عرفان کی گھگی بندھ جاتی تھی ویسے تو وہ پٹر پٹر بولتا رہتا تھا۔ مگر اُس کے سامنے گویا زبان تالو سے چپک جاتی تھی۔

وہ کون تھی!! خوبصورت جذبات سے گندھی، اُمید بھرا دل، خواب دیکھتی آنکھوں والی، کچھ کر گزرنے کا عزم رکھنے والی، کچھ پانے کی جستجو میں مگن، محبت کی تعبیر تھی وہ، محبتیں تقسیم کرتی دلوں کی دھڑکن، ابو نے تو اُس کا نام کچھ اور رکھا تھا مگر وہ اُجالا تھی۔ سعد مرتضیٰ کی اُجالا، پُرجوش لہجہ، عزم کی پختگی، کامیابیاں سمیٹنے کی لگن۔

تقریری مقابلوں میں جیتی ہوئی درجنوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ٹرافیاں۔

بیت بازی، کوئز کے مقابلوں میں جیتی ہوئی لاتعداد شیلڈز، اُس کی کارکردگی کا ثبوت تھیں۔ اُجالا ہونہار طالبہ، تعلیمی میدان کا چمکتا ستارہ۔ تتلیاں، پھول، جگنو اُس کی زندگی کا اثاثہ، بڑی بڑی سیاہ چمکتی آنکھیں، صحت مند گورے گال جن میں گلابیاں گھلی ہوئی تھیں۔ گلابی بھرے بھرے ہونٹ، زندگی کی تمام تر رعنائیوں سے لبالب بھری لڑکی، شوخ و چنچل پھرتیلی، انسان دوست، جلد بھروسا کر لینے والی، انسان دوست۔

ڈاکٹر سعد مرتضیٰ اُس کے بڑے بھائی تھے۔ وہ ہارٹ اسپیشلسٹ تھے۔ اُن کا اپنا پرائیویٹ ہاسپٹل تھا۔ وہ دو ہی بہن بھائی تھے۔ اُن کی امی تب فوت ہوئیں جب وہ بہت چھوٹی تھی۔ ابو نے اُن دونوں بہن بھائی کو خصوصی توجہ اور محبت دی مگر جب وہ بھی چل بسے تو سعد نے اُجالا پر گویا محبتوں کی بارش کر ڈالی، محبت و التفات، لاڈ، گہراؤ لگاؤ اُن دونوں کے بیچ پروان چڑھنے لگا۔

☆.....☆.....☆

سرکاری ہاسپٹل میں مخصوص قسم کی ادویات کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ بوسیدہ حال زنگ آلود پنکھے گھرر گھرر کر رہے تھے۔ ساری رات اونگھتے، لڑھکتے گزر گئی تھی۔ تھکن سے اُن کے اعصاب شل تھے، بدن تھکن سے چور اور رتجگے کے باعث آنکھیں سوجی سوجی تھیں۔

''آنٹی دیکھیں، دیکھیں۔'' نیہات کے بدن میں ذرا سی جنبش ہوئی تھی اور اُس کی آنکھوں کی ساکت پتلیوں میں حرکت ہوئی تھی۔

''مجھے لگتا ہے اِسے ہوش آ رہا ہے، شکر ہے خدا کا۔'' فاخرہ نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر نیہات کے قریب آ کر کہا۔ اُن کا لہجہ بلا کی اپنائیت اور مٹھاس اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔ تبھی نیہات نے آنکھیں کھول دیں، چند لمحے وہ اجنبی تاثر آنکھوں میں لیے کسی نادیدہ نقطے کو گھورتا رہا۔ ضویا اور فاخرہ نے خوشی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر دوبارہ نیہات کو۔ وہ اب ہلکا سا سر گھما کر اِدر گرد دیکھ رہا تھا۔ پھر درد کی ایک ہلکی سی لہر اُسے اپنے سر سے اٹھتی محسوس ہوئی۔ اُس نے دوبارہ آنکھیں موند لیں اُس کے چہرے پر کرب پھیل گیا تھا۔ ضویا نرس کو بلانے بھاگی تھی۔

فاخرہ نے دیکھا گلاس وال کے پار صغریٰ ہاتھ میں بہت سے شاپرز پکڑے آ رہی تھی۔ فاخرہ کو خطرہ محسوس ہوا۔ مبادا صغریٰ یہاں رونا پیٹنا نہ ڈال دے آ کر، اس لیے وہ جلدی سے باہر نکلی صغریٰ اُسے دیکھ کر رونے لگی۔

''نیہات ٹھیک ہے خدا کا شکر ادا کریں۔ ایکسیڈنٹ میں جان بچ گئی، اُس کے سامنے رونا نہیں پلیز، ورنہ وہ بھی حوصلہ چھوڑ دے گا۔'' فاخرہ اُسے اپنے ساتھ لگائے ہولے ہولے کافی دیر سمجھانے میں لگی رہی۔ ضویا اور فاخرہ نے جان بوجھ کر اُس سے چھپایا تھا کہ لڑکوں نے مارا ہے ورنہ ایک ماں کا دل کہاں برداشت کرتا ہے کہ اُس کی اولاد کو کوئی ایک تھپڑ بھی مارے کجا کہ یوں مار مار کر بھرکس نکال دینا، اس لیے اُس سے مخفی رکھنا لازمی تھا۔

فاخرہ کے اتنا سمجھانے کے باوجود جب صغریٰ نے پٹیوں میں جکڑا نیہات کا وجود دیکھا تو صبر کا یارانہ رہا اور وہ رو دی اور فاخرہ باوجود کوشش کے بھی اُسے منع نہ کر سکی۔

☆.....☆.....☆

اُداسی آنکھ میں ٹھہری ہوئی ہے
جدائی دور تک پھیلی ہوئی ہے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

محبت تو امن نے بھی کی تھی مگر ہاتھ کیا آیا نارسائی، ناامیدی اور سب سے بڑھ کر ذلت، پچھتاوا ندامت اور کھو دینے کا جاں گسل احساس۔ اعتماد کھویا ماں کی نفرت کا سامنا تھا۔ اُس کی محبت جنوں خیز تھی۔ اب نہ کوئی آس تھی نہ پیار بھری سرگوشیاں۔ نارسائی اور توہین کا احساس اُسے ہر وقت بھڑکتے الاؤ میں جلاتا تھا۔ گھٹن و تپش اتنی کہ وہ اَدھ موئی ہوجاتی کوئی راہ فرار نہیں، کوئی اچھی یاد زادِ راہ نہیں۔

''بیٹا اب آپ کالج جانا شروع کرو۔'' اُس کے قریب سے آواز ابھری تھی۔ امن نے یک بارگی آنکھیں کھولیں۔ اُسے خبر ہی نہیں ہوئی کہ وہ کب سے یہاں بدحال سی بیٹھی ہوئی تھی۔

''جی بابا۔'' کالج کے نام پر امن کی سانس رُکنے لگتی تھی۔

''بیٹا اب تمہاری مما ٹھیک ہیں۔ گھر کے کاموں میں بھی دلچسپی لے رہی ہیں۔ تم بھی اس سوگوار کیفیت سے نکلو، روٹین کی زندگی شروع کرو۔''

''جی بابا۔'' وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کے ناخن دیکھتی رہی۔ وہ بابا سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

''یہاں کیوں بیٹھی ہو بیٹا۔'' فرقان نے امن کی اُداسی دل سے محسوس کی تھی۔

''کہاں بیٹھوں بابا۔'' وہ منہ ہی منہ میں بدبدائی۔ وہ چھت پر لوہے کی گرل سے ٹیک لگائے نجانے کب سے بیٹھی سود و زیاں کے حساب کر رہی تھی، حاصل جمع زیاں ہی زیاں تھا۔

''بیٹا آجاؤ نیچے، سردی ہے، بیمار پڑجاؤ گی۔'' وہی مشفق محبت سے بھرپور لہجہ، وہ چلے گئے امن وہیں گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے سوچوں میں یدغم بیٹھی رہی۔ وہ ایسے ہی منہ چھپاتی پھر رہی تھی۔ لبنیٰ کا سامنا کرنے سے کتراتی تھی۔ بھلا کونوں کھدروں میں بھی کبھی پناہ ملتی ہے اور پناہ ملے بھی کیسے۔ سارے ماحول میں ایک نامعلوم سوز بھری اُداسی سرسرا رہی تھی۔ شفق پر سرخی پھیل رہی تھی۔ گھروں سے دھوئیں کے مرغولے فضا میں تیر رہے تھے۔

'کاش رنگوں سے کھیلنے اور تتلیوں کو پکڑنے کا معصوم دور کبھی ختم نہ ہوتا۔ تتلی، جگنو، پنسل، شاپنرز، ہوم ورک ماں باپ کی محبتیں، کاش میں کبھی بڑی نہ ہوتی، میری کل کائنات میری گڑیا، میرے کھلونے، میرا بچپن۔'

اس کے لہجے کی تیزی طراری مدھم ہوکر ختم ہوچکی تھی۔ زندگی کے رنگ پھیکے پڑ چکے تھے۔ بس بیزاری کا رنگ غالب تھا۔ اور یہ رنگ آج کل اُس کی ذات پر حاوی ہوچکا تھا۔

☆.....☆.....☆

اُجالا تیزی سے شاور لے کر نکلی تھی۔ سفید یونیفارم پنک دوپٹا اوڑھے وہ معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔ سعد مرتضیٰ سیاہ رنگ کا زبردست سوٹ پہنے ڈیزائنر سلک ٹائی، قیمتی ٹائی پن اور کف لنکس، بازو پر بندھی بیش قیمت گھڑی، ڈاکٹر سعد مرتضیٰ فخر سے سر تانے گلاس وال کا ڈور دھکیلتا باہر نکلا تھا۔ اُس کے قدموں میں تیزی تھی۔ وہ اپنی شخصیت کی اثر انگیزی سے مکمل آگاہ تھا۔ اپنے مقام اور مرتبے سے واقف۔

''گڈ مارننگ اُجالا۔''

''گڈ مارننگ سعد مرتضیٰ۔'' وہ ہمیشہ ایسے ہی کہتی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

شیشے کی گول میز کے اطراف دو افراد آمنے سامنے بیٹھے ناشتا کرنے میں مشغول ہو گئے۔

اعلیٰ رتبہ، معاشرے میں باعزت مقام، معاشی خوشحالی، کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ خدا نے بہت نوازا تھا مگر دونوں بہن بھائی ہی عاجزی و انکساری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ وہ ٹوسٹ حلق میں زبردستی ٹھونس رہی تھی۔ چائے کے گھونٹ ایسے پی رہی تھی جیسے بہت کڑوی کسیلی کوئی چیز اُس کے اندر جا رہی ہو۔ سعد نے دیکھا اور اُس نے ہلکے سے سر جھٹکا۔ اُجالا نے نافہمی سے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ سعد کے ہونٹوں کی تراش میں دلفریب سی مسکان پھیل گئی۔

''ڈھنگ سے ناشتا کرو۔'' سعد نے پیار سے ڈانٹا۔

''اوہ، صبح صبح دل نہیں مائل ہوتا۔''

''صبح سے جاگنگ ایکسر سائز، پھر بے چارے عرفان کی شامت آئی۔''

''آپ دیکھ رہے تھے.....'' وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولی۔

''ہاں۔'' سعد ناشتے میں صرف جوس لیتا تھا، ہاں موڈ اور موسم کے مطابق فلیور بدلتے رہتے تھے۔ دونوں اکٹھے گھر سے نکلے تھے۔ سعد اُسے اسکول چھوڑ کر خود ہاسپٹل جاتا تھا۔ اُن کا اپنائیت کا رشتہ تھا خون کا، مان کا رشتہ تھا۔ عمروں کا اتنا فرق ہونے کے باوجود اُن کی دوستی تھی۔ گاڑی سے اُترنے سے پہلے سعد نے اُجالا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اُس کے سر پر اپنے لب رکھے تھے۔ وہ اُس کی بہن ہی نہیں بیٹی بھی تھی۔

اُس کے گلابی روپ پر محبت کا ہر رنگ نچھاور تھا۔ وہ حسن و رعنائی کا پیکر تھی۔ چہرے کا بھولپن اور شرمیلی حیا آلود ادا اُسے سب میں نمایاں کرتی تھی۔ جو دیکھتا بس دیکھتا رہ جاتا۔ وہ بہت دلکش و دلربا دکھائی دیتی تھی۔ سانچے میں ڈھلا وجود، سفید رنگت، ہیرے کی کنی جیسی دمکتی آنکھیں، کھنکتی کانچ جیسی شوخ آواز۔ یہ تھی اُجالا مرتضیٰ۔

☆.....☆.....☆

اریز چوہدری نے بیوٹی سیلون سے متعلق ساری چیزیں خود خریدی تھیں، چاہے وہ فرنیچر ہو یا کارپٹ، وہ فروا کے ساتھ تھا۔ میک اپ کا کچھ سامان لینے وہ کراچی بھی گئے تھے۔ سارا دن وہ اکٹھے گھومتے رہے، ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے۔ وہ سرکش لڑکی یہ بھول چکی تھی کہ اُس کے ماں باپ ناراض ہیں اور اگر اُسے یاد بھی ہوتا تو پروا کس کو تھی۔

ہنستے مسکراتے قہقہے لگاتے فروا دنیا و مافیہا سے بالکل کٹ کر الگ ہو گئی تھی۔ اُس کے پیچھے لوگ کیسی کیسی باتیں کر رہے تھے۔ فروا کا ذکر گھر گھر ہو رہا تھا۔ ہر شخص ورطۂ حیرت میں تھا کہ رحمان نے اکیلی جوان جہان لڑکی کو دوسرے شہر کیوں بھیج دیا۔ ایسی بھی کیا بات ہے کہ اُس نے اپنے شہر میں پارلر کھولنے کی بجائے ملتان میں جا کر ٹھکانہ کر لیا۔ کمال ہے۔

لوگوں کی چہ میگوئیاں جاری تھیں۔ رحمان سے ابھی تک کسی نے خیر کچھ پوچھا نہیں تھا۔ کوئی پوچھ بھی لیتا تو وہ کیا جواب دیتا، اُسے تو خود پتا نہیں تھا۔ وہ مجبور ہو گیا تھا اور اُسے فروا پر غصہ بھی بہت تھا۔ فروا نے مشورہ کرنا یا پھر اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔ بس اُن کو مطلع کیا تھا اور اپنی رائے، اپنی خواہش بتائی تھی۔ رحمان نے روکا بھی، سمجھایا بھی، غصہ بھی ہوا مگر وہ اڑی رہی، ضد اور ہٹ دھرمی دکھاتی رہی۔ یہاں رحمان نے غلطی کی چیک دینے والی غلطی، اور اوپر سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بلینک چیک، یہ رحمان کا غصہ تھا ناراضی کا اظہار تھا۔ مگر وہاں تو اُن کی گویا لاٹری نکل آئی۔ اریز کے وارے نیارے ہو گئے۔

یہ پہلی گرہ، پہلی دراڑ، پہلا دکھ، پہلی اذیت تھی جو فروا کی طرف سے رحمان کے دل میں جاگی تھی۔ اب پتا نہیں آنے والا وقت اپنی جھولی میں کتنی گرہیں، کتنی دراڑیں اور کتنے دکھ چھپائے بیٹھا تھا۔ یا دوسری صورت میں فروا کو اپنی غلطی اپنی کوتاہی کا احساس ہو جاتا، وہ لوٹ آتی اور رحمان کے دل سے پہلی گرہ، پہلا دکھ نکال کر ذرا سا دراڑ پُر کر دیتی مگر مگر یہ غیر متوقع صورتِ حال تھی۔ جس کے دور دور تک کوئی آثار نظر آتے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ فروا کبھی کبھی گھر فون کر لیتی تھی مگر وہ ابھی تک گھر آئی نہیں تھی۔

لنچ شیرٹن میں کر کے وہ ہوٹل لوٹے تھے۔ اریز بہت تھک گیا تھا اور کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔ وہ آرام کی غرض سے آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔ اُس کا ذہن سکون پانے لگا۔ مگر فروا نے اُسے جگا دیا۔ چند لمحے وہ غیر حاضر دماغی سے اُسے دیکھتا رہا۔

''کیا ہوا، ابھی ذرا سی آنکھ لگی تھی یار۔'' وہ اُکتا رہا تھا مگر اُس نے اپنے لہجے، الفاظ اور تاثرات سے کچھ بھی شو نہیں ہونے دیا لہجہ نارمل سا تھا۔

''مجھے کچھ ہو رہا ہے۔'' وہ آنکھیں بند کیے تیز تیز سانس لے رہی تھی اریز اُٹھ بیٹھا۔

''فروا کیا ہوا ہے۔'' وہ اُس کے اب گال تھپتھپا رہا تھا۔

''دل گھبرا رہا ہے۔'' فروا نے ذرا سے ہونٹ وا کر کے کہا۔ اُس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں اور ہونٹ بند، سانس ناک سے خارج ہو رہی تھی۔

''کیا ہو گیا جان، ابھی کچھ دیر پہلے تو تم ٹھیک تھیں۔'' اریز کے دلکش نقوش میں فکرمندی جھلکنے لگی مگر فروا کچھ نہیں بولی وہ کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی تھی۔ اُسے سانس لینے میں دقت و دشواری کا سامنا تھا۔ اُس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ اُس کی پیشانی عرق آلود تھی۔ بدن سرد ہو رہا تھا۔ اریز صحیح معنوں میں پریشان ہو گیا۔ فروا کا کاجل اُس کے گالوں پر بہتا جا رہا تھا۔ اریز پھرتی سے ایک ہی جست میں بیڈ سے نیچے اُترا اور جوتے پہننے لگا۔ اُس کے انداز میں عجلت اور چستی تھی۔ وہ ڈاکٹر کے پاس فروا کو لے کر جانا چاہتا تھا۔ اُسی دوران فروا نے موندی ہوئی آنکھیں کھولیں اُسے ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔

''شاید تمہارا بی پی لو ہو گیا ہے ڈاکٹر کو یہاں بلواؤں کہ تمہیں وہاں لے کر جاؤں۔''

''آں، آں، آ۔'' فروا ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اُبکائی روک رہی تھی پھر وہ اُٹھی اور واش روم میں بھاگ گئی۔ اریز ششدر سا اُسے جاتا دیکھتا رہا۔ ایک خیال اُس کے ذہن میں کسی کوندے کی مانند لپکا۔ وہ جہاں کا تہاں رہ گیا مگر دوسرے ہی لمحے وہ اپنے اُس خیال کو ذہن کے گوشوں سے جھٹک چکا تھا۔ فروا کی ابکائیوں کی آواز مسلسل باہر آ رہی تھی۔ اریز برے برے منہ بنا رہا تھا۔ وہ ذہنی ریلیکس چاہ رہا تھا اور کچھ دن فروا سے دور رہ کر بیاہمدانی کے ساتھ وقت گزارنا چاہ رہا تھا مگر حالات اسے فروا کے ساتھ باندھے جا رہے تھے۔

فروا کافی دیر واش روم میں لگا کر نکلی تھی۔ اریز نے اُسے آتا دیکھ کر رونے والی شکل بنالی اور سر ایسے جھکا لیا جیسے وہ خود کو بولنے کے قابل نہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

پا رہا۔

''ہم لوگوں نے کچھ ایسا تو کھایا نہیں، جو معدے پر بوجھ بڑھا دے۔'' فروا اب خاصی بہتر تھی۔

''چلو ڈاکٹر سے چیک اپ کرواتے ہیں۔'' اریز نے اُسے ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا اور ایک ہاتھ اُس کے کندھے کے اطراف ایسے رکھا جیسے محبت کا حصار باندھا ہو۔

☆.....☆.....☆

صبا فضا کو لے کر فاخرہ اسپتال آئی تھی۔ دیسی مرغی کی یخنی نیہات کے لیے اُس نے کالی مرچ ڈال کر بنائی تھی۔ ضویا نیہات کے پاس تھی، اُس کے لیے الگ سے کھانا تھا۔

نیہات خاصا باہمت نوجوان ثابت ہوا تھا یا شاید جوانی کی اپنی ایک طاقت ہوتی ہے..... جو بھی تھا وہ کچھ دنوں میں ہی خاصا بہتر نظر آ رہا تھا۔ فاخرہ ہاسپٹل، گھر، امن کے گھر گھن چکر بن کر رہ گئی تھی۔ لبنیٰ اب گھر سنبھال چکی تھی۔ طبیعت بھی اُس کی ٹھیک تھی، اس لیے فاخرہ کا اُن کے گھر آنا جانا قدرے کم ہو گیا تھا پھر بھی وہ کبھی کبھار چکر لگا ہی لیتی تھی۔

''صبا اسٹڈی کیسی جا رہی ہے۔'' نیہات نے پوچھا تھا۔

''جی بھیا زبردست، اور آپ کو پتا ہے نا کہ اسکول میں مقابلہ تھا مضمون نویسی کا۔''

''ہاں یاد ہے مجھے تم نے بتایا تھا۔'' وہ کہنی کے بل ذرا سا اوپر ہوا۔

''اور مجھے ملا ہے.....'' صبا نے چمکتی آنکھوں سے تجسس پھیلایا۔

''پہلا انعام۔'' ضویا نیہات اور فضا نے یک زبان ہو کر کہا۔

''جی جناب، اور ماں دولت بہت خوش، آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر میں ٹریٹ دوں گی آپ کو۔''

''اوہ..... ہو..... صرف اِن کو، اور ہم.....'' ضویا نے آنکھیں دکھائیں۔

''آپ کو، امن آپی کو سب کو۔'' صبا اندر سے نیہات کے لیے رنجیدہ و اُداس تھی مگر بظاہر وہ اُس کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہ رہی تھی اس لیے ایسا موضوع شروع کر دیا تھا۔

''امن سے یاد آیا آنٹی کی طبیعت اب کیسی ہے۔'' ضویا نے فاخرہ سے پوچھا فاخرہ نے باؤل میں یخنی نکال کر نیہات کو باؤل پکڑایا اور ضویا کا کھانا اُس کے سامنے رکھا۔

''لبنیٰ اب ٹھیک ہے، تم کھانا کھا لو۔''

''جی آنٹی۔'' صبا نیہات سے باتوں میں مشغول تھی اور فاخرہ کا ذہن امن کی طرف بھٹک رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

اریز کے لب خاموش تھے لیکن ماتھے پر شکنوں کا جال، چہرے پر غصے کی سرخی، بار بار انگلیوں کی پوروں سے سر کو دباتا اریز، یوں لگتا تھا وہ کسی سنگین قسم کی پریشانی میں مبتلا ہے۔

''اریز اتنا ٹینس ہونے کی کیا بات ہے۔'' فروا نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''بس تم ختم کرو یہ سب۔''

''نہیں اریز تم مجھ سے نکاح کرو تاکہ ہم اس بچے کو باعزت طریقے سے دنیا میں لا سکیں۔''

''میں شادی اور بچہ افورڈ نہیں کر سکتا تم سمجھتی کیوں نہیں ہو، میں جب سے کراچی سے آیا ہوں بہت اَپ سیٹ ہوں مگر تمہیں کیا، تمہیں تو ماں بننے کا شوق چڑھا ہے۔''

Downloaded From
rspk.paksociety.com
Downloaded From
paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اریز جب ہم ایک ساتھ رہیں گے تو ایسے تو ہوگا نا، رہی بات فیوچر کی تو کیا نہیں ہے تمہارے پاس۔تمہارے والد سنگاپور میں ہوتے ہیں، ہر شہر میں تم لوگوں کے عالیشان گھر ہیں پھر ایسے کیوں کہتے ہو۔''

''وہ سب ڈیڈی کا ہے، اپنی چیز وہی ہوتی ہے جو اپنے نام ہوتی ہے،اپنی ملکیت ہوتی ہے۔''

''ہے تو سب کچھ تم لوگوں کا ہی نا۔'' وہ ہولے سے بولی۔

''ڈیڈی کا اس بارے یہ کہنا ہے کہ اپنا کماؤ کھاؤ، میرے مرنے کے بعد سب تمہارا ہے، ہر کوئی تمہارے بابا جیسا نہیں ہوتا جن کو اپنی اولاد کی کتنی فکر ہے، جب جب تمہارے بابا نے کوئی زمین خریدی کوئی دکان یا مکان خریدا ساتھ کی ساتھ ہی اپنے بچوں کے نام کرواتے گئے۔ تمہارے نام بھی کافی پراپرٹی ہے جبکہ میرے نام تو کچھ نہیں۔اس لیے میں اپنے زور بازو پر بھروسا کرتے ہوئے کچھ کرنا چاہتا ہوں، مگر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ باندھے تمہارے ٹکڑوں پر پل رہا ہوں۔ایک تم ہو کہ ازدواجی زندگی شروع کرنے کے خواب دیکھ رہی ہو۔اب مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔'' وہ اس وقت بہت مجبور و بے کس نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''اریز میرا سب کچھ تمہارا ہی ہے، ایسی باتیں کیوں کرتے ہو۔تم مجھ سے نکاح کرلو تو میں اپنی ساری جائیداد تمہارے نام کردیتی ہوں۔پھر تم آہستہ آہستہ اپنی مما سے بات کرلینا جب تمہاری مما مان جائیں تو مجھے گھر لے جانا۔'' وہ خود ہی سارا پلان کیے بیٹھی تھی۔بات اریز کے دل کو لگی۔

''ٹھیک ہے میری جان تم کہتی ہو تو میں نکاح کرلیتا ہوں۔میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔''

اب وہ جان لٹانے والا عاشق بن چکا تھا۔

''تھینکس اریز تم بہت اچھے ہو۔''

''مگر میں تمہاری پراپرٹی میں سے ایک پائی بھی نہیں لوں گا۔'' وہ ایک بات فروا کے ذہن میں ڈال رہا تھا کہ کہیں وہ بھول نہ جائے اور وہ اُسے مکرنے نہیں دینا چاہتا تھا۔

''نہیں اریز جب ہم میاں بیوی بننے جا رہے ہیں تو تیرا میرا کچھ بھی نہیں سب 'ہمارا' ہے۔جب تم میرے ہو تو پھر مجھے کچھ اور نہیں چاہیے میری ہر چاہ کا خاتمہ تم پر ہوتا ہے۔''

فروا جذباتی ہو کر اُس کے گلے کا ہار بن گئی۔ اور اریز کا ذہن بہت تیزی کے ساتھ کام کر رہا تھا بہت آگے کی پلاننگ کر رہا تھا مگر وہ سر نیہوڑے افسردہ بیٹھا تھا بظاہر۔

☆.....☆.....☆

''امن اُٹھو بیٹا تیار ہو جاؤ، کالج جاؤ۔'' فاخرہ آج پھر ان کے گھر آئی ہوئی تھی۔

''نہیں آنٹی میرا دل نہیں کرتا۔''

''تارک الدّنیا ہو جانے سے کیا ہو جائے گا۔ ہمت و حوصلے سے کام لو، نماز پڑھا کرو، اللہ معاف کرنے والا ہے۔'' امن نے پتھرائی ہوئی نظروں سے فاخرہ کو دیکھا۔

''میرا پڑھنے کو اب دل نہیں کرتا، میں حرماں نصیب، سیاہ بخت سب گنوا بیٹھی۔میرا دل ہر چیز سے اُچاٹ ہو گیا ہے۔''

''اپنا حال دیکھ رہی ہو، کس کو اذیت دے رہی ہو، خود کو تباہ کر کے۔ ہر کوئی تمہاری اس حالت کی بابت پوچھتا ہے۔'' بکھرا حلیہ، ملگجا لباس، سوجے ہوئے پپوٹے، اندر کو دھنسی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آنکھیں۔ فاخرہ نے اُسے جھنجھوڑ دیا۔

''امن تم نے ایک بار بھی اللہ کا شکر ادا نہیں کیا کہ دنیا والوں کے سامنے اللہ نے تمہارا پردہ رکھ لیا ایک بار بھی تم نے سوچا کہ اگر دنیا والوں کو اس منحوس سانحے کی خبر ہو جاتی تو لوگ تمہیں اور تمہارے والدین کو جینے نہیں دیتے۔ ہر ہاتھ میں پتھر ہوتا، لوگ تم پر زبان سے بھی نشتر زنی کرتے اور پتھروں سے سنگ باری بھی، بہت برا ہوا جو بھی ہوا مجھے احساس ہے۔ مگر یوں دنیا سے چھپ جانے سے تمہارا نہ ہی فساد پورا ہوگا نہ ہی ملال، اٹھو بیٹھا خدا سے معافی مانگو، جینا تو ہوگا، گھٹ گھٹ کر مرنے سے بہتر ہے کہ 'جی' ہی لیا جائے۔''

''آنٹی مجھے ڈر لگتا ہے۔ گھر سے باہر نکلنے سے خوف آتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ سامنے ہی کھڑا ہوگا وہ مجھ پر ہنسے گا۔ میرا مذاق اڑائے گا میری توہین کرے گا ذلیل کرے گا مجھے۔''

''سب خوف سب اندیشے دل سے نکال دو میری جان، وہ ایک حادثہ تھا اور اُسے ایک بھیانک حادثہ سمجھ کر بھول جاؤ۔'' فاخرہ اسے سمجھا سمجھا کر عاجز آ رہی تھی۔

''اٹھو بیٹا نہاؤ، صاف ستھرے کپڑے پہنو اور ابھی لبنیٰ سے معافی مت مانگنا، تھوڑا وقت لگے گا وہ تمہیں معاف کر دے گی۔ وقت تو لگتا ہی ہے نا، شکر کرو کہ فرقان بھائی کو کسی بات کا نہیں پتا، وہ تم سے پہلے کی طرح ہی محبت کرتے ہیں۔ اللہ معاف کر دیتا ہے دنیا معاف نہیں کرتی اُٹھو بیٹا نہا کر فریش ہو جاؤ اور ہمت و جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے زندگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جیو، نماز فجر ادا کرو اور اللہ سے معافی مانگو، خیر مانگو اور اللہ کا شکر بھی ادا کرو۔ وہ پاک ذات ہے عیبوں پر پردہ ڈالنے والی۔''

فاخرہ اُٹھی اور وضو کرنے چلی گئی۔ امن کے دل کو فاخرہ کی باتیں لگی تھیں، امن بھی وضو کرنے کے لیے اٹھ گئی۔

فاخرہ نے سلام پھیرا تو دیکھا اُس کے پاس امن بھی نماز پڑھ رہی ہے۔ فاخرہ کو خوشی ہوئی اور اُس کا دل آزردہ بھی ہوا واقعی امن کا درد لامتناہی تھا۔

وہیں بیٹھے بیٹھے فاخرہ کے دل میں ایک بات آئی تھی اور جیسے اُس کے دل میں ڈھیروں سکون اترتا چلا گیا۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ امن کو اپنے گھر لے جائے گی۔ ہر وقت اُس کے ساتھ اُس کی طاقت بن کر رہے گی۔ لبنیٰ کی طبیعت ٹھیک تھی پھر بھی کسی ایمرجنسی کی صورت میں بشیراں کو اُس کے پاس بھیجا جا سکتا تھا۔

''بہت شکریہ بیٹا، اب ایسے ہی روز نماز پڑھا کرنا، دیکھنا خود کو خدا کی پناہوں میں دینا کتنا سکون دیتا ہے۔ سب اُسی سے مانگا، کرو اُسی سے ہم کلام ہوا، کرو اُسی سے راز و نیاز کیا کرو۔''

''جی آنٹی، اب کیا کروں گی۔''

''اب قرآن پاک کی تلاوت کرو پھر تیار ہو جاؤ۔ میں ناشتا بناتی ہوں پھر میں اپنی بیٹی کو خود کالج چھوڑ کر آؤں گی۔ ٹھیک ہے نا۔'' فاخرہ کا شہد آگیں، چاہتوں سے لبریز لب و لہجہ اپنے اندر اثر پذیری رکھتا تھا اور امن پر بھی اثر ہو رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

اُجالا کو نرسری جانا تھا۔ کچھ نئے پودے اُگانے میں بیج اور پنیری کی ضرورت تھی۔ زرینہ شام کی چائے کا انتظام کر رہی تھی تبھی لبنیٰ چلی آئی۔ وہ کلاس فیلو تھیں مگر لبنیٰ سرکاری اسکول میں پڑھتی تھی جبکہ اُجالا سٹی پبلک اسکول میں پڑھتی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

تھی۔ پھر بھی دونوں کی دوستی تھی لبنیٰ سے اُس کی بہت بنتی تھی۔ وہ اُس کی کزن تھی۔

''آؤ لبنیٰ، کیسی ہو۔'' اُجالا بہت تپاک سے اُس کے گلے لگی تھی۔ دونوں ہنستی مسکراتی ہوئی۔ باتوں میں مگن ہوگئیں۔ اسٹڈی کی باتیں، اِدھر اُدھر کی۔

''چائے۔'' تبھی زرینہ چائے لے کر آ گئی اس وقت وہ اُجالا کی اسٹڈی میں تھیں۔ اُجالا نے خالی چائے دیکھ کر زرینہ سے کہا کہ ساتھ کچھ لے کر آؤ۔ اُجالا نے بازار سے سموسے بھی منگوالیے تھے زرینہ بھی اسنیکس کے طور پر کافی کچھ لے آئی تھی۔ باتوں میں وقت کے گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا، وہ بھلے روز ملتیں مگر اُن کی باتیں ختم نہیں ہوتی تھیں۔

''کیا کر رہی تھیں میرے آنے سے پہلے۔'' لبنیٰ نے اُس کے اطراف نظر دوڑائی۔

''بس نرسری جانا تھا، پھر تم آ گئیں۔''

''اوہو، میں نے تو وقت ہی ضائع کیا نا، اچھا میں چلتی ہوں۔''

''وقت جتنا بھی قیمتی ہو، کام جتنا بھی اہم ہو، مگر اپنوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔''

''مذاق کر رہی ہوں، ویسے ہی، اب چلتی ہوں۔''

''ناراض ہو کے جا رہی ہو۔'' اُجالا نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا ذرا سا نیچے جھک کر۔

''ارے پاگل ہو، ناراضی کیسی میری جان۔'' لبنیٰ نے چٹاچٹ اُس کے گال چوم لیے اُجالا شرما گئی مارے حیا کے اُس کے گال دھکنے لگے۔

''اُف ایک تو یہ تمہارے اناروں جیسے گال، تمہیں تو تمام عمر بلشر لگانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ اتنے گلوئنگ اور شائننگ گال، ویسے اُجالا کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے.....''

''کیا.....'' اُجالا نے اپنی آنکھیں پھیلائیں۔

''دل کرتا ہے تیرے گال کھرچ کر دیکھوں اور تمہارے گلابی ہونٹ چھید کر دیکھوں کے نیچے سے کیا نکلتا ہے۔ بہت حسرت ہے یہ میرے دل کی۔'' لبنیٰ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر شرارت سے بولی۔

''بس ایک چیز نکلے گی اور بے تحاشا نکلے گی۔ خون بس خون۔'' دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس پڑیں۔ پھر لبنیٰ چلی گئی۔

اُجالا آج نرسری جانا چاہ رہی تھی مگر نہیں جا سکی تھی۔ کوئی بات نہیں کل سہی۔

☆.....☆.....☆

فروا نے اپنی تمام جائیداد اریز کے نام کر دی تھی۔ اریز اندر سے بہت خوش تھا مگر اُس نے اپنے کسی بھی عمل سے ثابت نہیں ہونے دیا۔ وہ کمال کا اداکار تھا۔ اُسے اپنے تاثرات چھپانے آتے تھے۔

اگلا دن سنڈے کا تھا۔ اُن کا نکاح ہونے کے لیے اریز نے جمعہ کا دن منتخب کیا تھا۔ اُس کے پاس چھ دن تھے جو بھی کرنا تھا بس انہی دنوں میں ہی کرنا تھا اور کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی تھی پھر اُس کی نظر کرم کوثر پر آن ٹھہری۔ اُس نے ایک دن ہی خصوصی التفات برتا تو کوثر اُس کے قدموں میں آن گری۔ لڑکیاں اُس کے لیے بہت آسان ہدف ثابت ہوتی تھیں۔

حرام کھانے والے حرام کرنے والے خوش گمانیوں میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ باکمال ہیں۔ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ حرام چیزیں اُن کو پسند ہیں اور وہ ہلال چیز کو بھی حرام کر کے کھانا پسند کرتے ہیں۔ تو ٹھیک ہے اللہ ایسے شر پسندوں کی رسی دراز کرتا ہے اور جب کھینچتا ہے تو ایسے لوگوں کی ساری طراری دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اریز نے کوثر سے گٹھ جوڑ کیا۔ کچھ دوائیاں اُسے لاکر دی تھیں جو کوثر کو دو دن کے اندر اندر فروا کو دینی تھیں۔ چائے میں پانی میں، کھانے میں جیسے بھی۔

اور ٹھیک دو دن بعد فروا کی طبیعت بہت خراب ہوگئی اریز محبت لٹاتا اُس کے ساتھ رو رہا تھا۔ وہ اُسے لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ بے ہوشی کی حالت میں اُس کا کام ہوگیا۔ جب اُسے ہوش آیا وہ اپنا بچہ کھو چکی تھی۔ وہ روئی تڑپی بلکی اریز اُسے ساتھ لگائے اپنائیت اور محبت کا مظاہرہ کرتا رہا۔

فروا کا اریز نے بہت خیال رکھا فروٹ، گوشت، دودھ اپنی نگرانی میں پلاتا۔ اریز نے فروا کے اتنے لاڈ کیسے اتنے نازنخرے اٹھائے کہ حد نہیں، جمعرات کی رات انہوں نے اکٹھے کینڈل لائٹ ڈنر کیا اور جمعہ کی صبح صبح ہی اُسے گھر سے کال آئی تھی۔ اُس کی مما کی طبیعت بہت خراب تھی۔ اریز بہت اپ سیٹ تھا وہ فروا کو بتا کر بہاولپور چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

''السلام وعلیکم سر!'' اریز کا ایک ہاتھ اسٹیئرنگ پر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اُس نے سیل فون کان سے لگا رکھا تھا۔

''وعلیکم السلام مائی سن، کیسا ہے میرا شیر۔'' بہت پُر جوش آواز تھی۔

''ٹھیک نہیں ہوں سر، بہت تھکا تھکا سا۔''

''اوہ، کیا ہوگیا میرے چیتے کو۔''

''اُس عورت کے ساتھ چیک کر رہا تو خود پر جبر کرکر کے اُکتا سا گیا۔'' اُس نے ہینڈ فری لگالی کیونکہ اُسے اس طرح ایک ہاتھ میں سیل فون پکڑنے سے گاڑی ڈرائیو کرنے میں مشکل پیش آرہی تھی۔

''واقعی لگتا ہے تم ذہنی طور پر بہت تھک گئے ہو۔'' مقابل بھی ماسٹر مائنڈ تھا اور بچپن سے پالا تھا اُس نے اریز چوہدری کو۔ اُس کا مزاج آشنا تھا۔

''جسمانی اور ذہنی تھکن نے نڈھال کر رکھا ہے، اُس گھٹیا عورت کے ڈراموں نے عاجز کر ڈالا مجھے، ابھی بھی مما کی بیماری کا بہانہ بنا کر نکلا ہوں ورنہ وہ کل نکاح کے لیے تیار بیٹھی تھی۔''

''مما کی بیماری کا بہانہ، کون سی مما ویری فنی۔'' بھرپور مزا لیتے ہوئے قہقہہ لگایا گیا۔

''میرا بہاولپور میں بہت عالیشان گھر ہے سر۔ جس کو دیکھ کر نگاہیں خیرہ ہوجاتی ہیں۔ میرے بابا سنگاپور میں ہوتے ہیں۔ بہن بھائی لندن پڑھنے گئے ہوئے ہیں ہاہاہا۔'' اریز نے اپنے ہی جھوٹے جملوں کا لطف لیا۔

''اب بات کہاں تک پہنچی۔'' مقابل سنجیدہ کام کی بات پر آگیا۔

''رحمان اپنی بیٹی کی ضد پر ہار گیا۔ اُس نے اُسے ملتان میں سیلون کی اجازت دی یا نہیں مگر چیک ضرور دے دیے، وہ بھی خالی۔'' وہ رُکا۔

''گڈ ویری گڈ۔''

''ایک چیک کیش کروایا اور گاڑی خریدی سیلون کا سامان خریدا، کچھ سامان کراچی لینے گئے تو وہاں اُس عورت (واضح رہے کہ اریز حقارت سے فروا کو عورت کہہ رہا تھا) کی طبیعت بگڑ گئی لیڈی ڈاکٹر کے پاس گئے تو پتا چلا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔''

''پھر.....'' اریز بعد کی ساری تفصیل اُسے بتانے لگا وہ ساری بات سُن کر خوش ہوگیا۔

''شاباش مائی سن، اب کہاں جارہے ہو اور آگے کیا پلان ہے۔''

''میں لاہور جارہا ہوں، کچھ دیر پی سی میں رہوں گا، آرام کروں گا۔ پھر تازہ دم ہوکر آگے کا پلان کریں گے سر، سب کچھ میرے نام ہو چکا ہے۔ فروا رحمان بے کار پرزہ ہوگئی ہے اب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میرے لیے کافی رقم بھی ہے میرے پاس اور خالی چیک بھی۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو اب فروا کو 'باڑے' میں پہنچاؤ گے کہ قبر میں۔''

''سر ابھی کچھ پتا نہیں، جیسے آپ کو مناسب لگے بتا دیجیے گا۔'' اریز نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اُسے بہت زوروں کی بھوک لگی تھی۔ وہ لاہور بس پہنچنے ہی والا تھا۔

''او کے اگلا 'پروجیکٹ' قابل توجہ ہے' بیا ہمدانی پولیس آفیسر کی کزن ہے ذرا نچ کر۔''

''آج تک ہم نے کتنی عورتیں، بچے اٹھائے کیا کرلیا ہمارا پولیس والوں نے۔'' اریز طنزیہ ہنسا۔

''ٹھیک ہے بیٹا اپنا خیال رکھنا اور رابطے میں رہنا، میں کل اسلام آباد سے لاہور ملتا ہوں تم سے، اور ہاں سجاد کی کوئی خیر خبر ہے۔'' اُسے اچانک سے یاد آیا۔

''سر آپ شاید بھول رہے ہیں اُس نے آپ کو بتائی تھی ساری کہانی۔''

''ہاں شاید وہ کسی لڑکی نے دوسری کا نام استعمال کر کے اُسے دھوکا دیا تو سجاد نے طیش میں آ کر اُسے مارا ذلیل کیا اور.....''

''جی جی سجاد بلوچ کو آپ نے رحمان کی دوسری بیٹی عروہ رحمان کا شکار کرنے کا کہا تھا۔ سجاد نے کالج میں امن کو عروہ سمجھ کر بات چیت کی اور امن نے چالاکی کی۔ وہ بھی عروہ بن گئی سیدھی سادی سی لڑکی تھی۔ جب سجاد پہلی بار اُسے ملا تو وہیں میں نے اُسے کال کر کے بتا دیا کہ یہ رحمان کی بیٹی عروہ نہیں ہے بلکہ فرقان کی بیٹی امن ہے جس کا باپ معمولی سے جنرل اسٹور کا مالک ہے۔ بس سجاد تو طیش میں آ گیا.....''

''نایاب اُلو کا پٹھا اُسے بتا نہیں سکتا تھا کہ یہ مطلوبہ لڑکی نہیں ہے۔'' سر کو طیش آنے لگا۔

''نایاب کا کوئی دوش نہیں، دراصل وہ دونوں اکٹھی کالج آتی جاتی تھیں۔''

''بھاڑ میں گئی وہ امن شمن۔''

''میں نے اُسے عروہ کا نمبر دے دیا ہے اب وہ بہت جلد عروہ رحمان پر کام کرے گا۔ وہ میرے ساتھ رابطے میں ہے۔''

''چلو ٹھیک اب پھر بات کریں گے بیٹا۔'' وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔

''او کے سر ٹیک کیئر، ملتے ہیں جلد۔'' اریز نے سیل فون ڈیش بورڈ پر پٹخا اور گاڑی کا رُخ پی سی کی طرف موڑ دیا۔

☆.....☆.....☆

اُجالا عرفان کے ساتھ نرسری جا کر بہت سارے بیج، گملے اور پنیری لے آئی تھی اور اب صبح سے خود بھی ہلکان ہو رہی تھی اور ساتھ عرفان کو بھی لگا رکھا تھا۔

اُن کے گارڈن میں ایک مصنوعی پہاڑی بھی بنائی گئی تھی۔ وہ اونچائی میں بہت زیادہ نہیں تھی۔ چوڑائی کافی پھیلی ہوئی تھی پہاڑی دیکھنے والوں کو دل لبھاتی تھی اور دیکھنے والا تادیر کھو کر رہ جاتا تھا۔ محبت و محویت کا عالم ہی اور ہوتا تھا۔ اُس کی وجہ پہاڑی پر نصب کیسے مختلف رنگوں کے پتھر اور پتھروں کے درمیان اُگی ہوئی سرسبز شاداب گھاس، کچھ پہاڑی کا مخصوص حصہ مختلف رنگوں کے گلابوں کی بہار دکھا رہا تھا اور سب سے زیادہ توجہ طلب پہاڑی کے بیچوں بیچ بہتا پانی کا جھرنا اتنا دلفریب منظر پیش کرتا تھا کہ بس دیکھنے والا مبہوت سا ہو کر مسمرائز ہو جاتا تھا۔ آبشار کی مانند گرتا پانی تالاب کے صاف شفاف پانی میں شامل ہو جاتا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اُجالا کو اگر اپنے گارڈن سے اتنی محبت تھی تو..... ہونی بھی چاہیے تھی۔ گارڈن تھا ہی توجہ کھینچ لینے والا۔ اُجالا عرفان کو مختلف ہدایات دے رہی تھی۔ اُس کے بال بار بار بکھر کر پسینے بھری پیشانی پر چپک جاتے تو اُجالا اپنے مٹی بھرے ہاتھوں سے اپنی لہراتی زلفوں کو کانوں کے پیچھے اُڑس لیتی۔ کھاد مٹی سے اُس کے ہاتھ لتھڑے ہوئے تھے۔ اُس کی بلیو جینس کی پینٹ کیچڑ سے جگہ جگہ بھر چکی تھی کہ اُسے چنداں پروا نہیں تھی وہ جتی ہوئی تھی۔

وہ اتنی مگن تھی کہ اُسے خبر ہی نہیں ہوئی کہ کب سعد مرتضیٰ آئے کب چوکیدار نے گیٹ کھولا اور کب سعد نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی وہ عرفان سے سب گملے ترتیب سے رکھوا رہی تھی۔ تبھی سعد مرتضیٰ اُسے آوازیں دیتا وہیں چلا آیا۔

''اوہ مائی گاڈ، یہ کون ہے۔'' سعد نے اُس کی حالت دیکھ کر مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔

''اجالا..... ہوں۔'' وہ لاڈ سے بولی۔

''نو، نو، نو اُجالا نہیں ہوسکتی یہ، میری لاڈلی بہن اُجالا تو جہاں جاتی ہے روشنی سی بکھر جاتی ہے ہر طرف اُجالا ہوجاتا ہے، یہ تو کوئی گندی سندی سی لڑکی ہے۔'' وہ شرارت پر آمادہ تھا۔ اس لیے مسلسل اُسے زچ کر رہا تھا۔

''بھیا.....'' اُجالا ٹھنکی اور سعد کی طرف لپکی۔

''پیچھے پیچھے! مجھے گندے ہاتھ مت لگانا، چلو نہاؤ جاکر، گندی بچی۔''

''یہ کیا ہے.....'' سعد کے ہاتھوں میں تھامے شاپر پر اُس کا اب دھیان گیا تھا۔

''سرپرائز ہے، پہلے نہا کر اچھا سا تیار ہوجاؤ پھر دکھاؤں گا۔'' سعد نے تجسس پھیلایا۔

اُجالا فریش ہوکر نکلی تو سعد نے ایک شاپر اُسے تھما کر کہا کہ یہ پہنو، اُجالا نے شاپر کھول کر دیکھا بہت اسٹائلش سا پنک کلر کا بوتیک کا سوٹ تھا۔ اُجالا نے سوالیہ نظروں سے سعد کو دیکھا تو انہوں نے اسے فٹافٹ تیار ہونے کا کہا وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

جب وہ تیار ہوکر نکلی تو تیاری کے نام پر اُس نے اپنے لمبے گھنے سیاہ بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ آنکھوں میں ہلکی سی کاجل کی دھار تھی، لبوں پر نیچرل لپ اسٹک لگالی تھی، اتنی سی تیاری نے ہی اُس کے معصوم حسن کو دوآتشہ کردیا تھا۔

آج 25 مئی تھی۔ اُجالا کی برتھ ڈے! وہ ہر سال بھول جاتی تھی اور سعد ہر سال یاد رکھتا تھا۔ ابھی بھی اُس نے ہال میں انتظام کروایا تھا۔ بڑی سی گلاس کی ٹیبل پر بہت بڑا چاکلیٹ کیک رکھا تھا۔ سولہ موم بتیاں جلائی گئی تھیں۔ سارا خاندان مدعو تھا۔ مہمان آگئے تھے۔ لبنیٰ اس کے امی ابو اُس کے دو بہن بھائی، خالہ آئی تھیں۔ ان کے بیٹے فرقان اور رحمان بھی آئے تھے۔ خاندان کے اور بھی لوگ تھے۔ اُجالا پہلے تو دنگ رہ گئی اتنے لوگ دیکھ کر، پھر اُسے ساری بات سمجھ میں آگئی تو وہ بے انتہا خوش ہوئی۔

''آؤ اُجالا، یہ سرپرائز تھا میری جان، میری گڑیا۔'' بہت سی نظریں اُجالا کی طرف اٹھی تھیں اور تھوڑی دیر بعد واپس لوٹ آئی تھیں۔ مگر رحمان احمد کی نظریں واپس پلٹنا بھول گئیں۔ رحمان اُن کا کزن تھا اور سعد اور رحمان کی گاڑھی چھنتی تھی۔ رحمان زیادہ تر سعد کو باہر ہی مل لیتا تھا۔ گھر کم کم ہی آنا ہوتا تھا۔ مگر آج کیا ہوا۔ عجیب سا فیل ہورہا تھا۔ وہ عمر میں اُس سے کافی چھوٹی تھی، مگر دل چرا کر لے گئی تھی۔ خود ہنستی مسکراتی گلے لگی ہوئی تھی سعد کے۔

(اس خوب صورت ناولٹ کی اگلی قسط آئندہ ماہ ملاحظہ کیجیے)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY